

نسخه شوق به شیرازه نمی گنجد ز نهار
بکنارید که این نسخه مجرا ماند

نسخه شوق

کلام نفیس بخط نفیس

مجموعه کتب نفیسه

مولانا محمد عابد

فاضل جامعه مدینه
و ناظم صفه تربیت

ناشران خاوران

نسخہ شوق

کلامِ نفیس بخطِ نفیس

جمع و ترتیب

مولانا محمد عابد

فاضل جامعہ مدنیہ

و ناظم صفہ ٹرسٹ

پہلا نمبر

سلسلہ اشاعت نمبر 5

نام کتاب: نسخہ شوق (کلام نفیس بخط نفیس)
محقق ور: حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب مدظلہ
ترتیب: مولانا محمد عابد
طبع اول: یکم رجب المرجب ۱۴۳۳ھ / ۲۲ مئی ۲۰۱۲ء بروز منگل
باہتمام: ناشران خاوران، موہنی روڈ، لاہور
☆ ملنے کے پتے ☆	

مکتبہ قاسمیہ ۱۷۱ الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

مکتبہ رشیدیہ، نزد مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی

مکتبہ سلطان عالمگیر، ۵/ لورڈ مال، اردو بازار، لاہور

صفہ ٹرسٹ، ۳/ محمود سٹریٹ موہنی روڈ، لاہور

کلامِ نفیس بخطِ نفیس

انتساب

پیکرِ خلوص و محبت

سلسلہ مدنی کے امین و منتسب

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم

استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ، کریم پارک

مدیر صفہ ٹرسٹ، موہنی روڈ، لاہور

کے نام

بصد عجز و نیاز

محمد عابد

محمد عرفان شجاع

ناگفتہ نامہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت سپد نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء) کی ذاتِ گرامی میں خلوص، وضع داری، شگفتہ مزاجی، خوش ذوقی و خوش باشی کے ساتھ ساتھ آپ کی رفتار و گفتار میں ایسی شانِ بالا تھی جس نے آپ کی شخصیت کو پرکشش اور یگانہ روزگار بنا دیا تھا

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دلاویز شخصیت اور شائستہ کردار کے مالک تھے، آپ کی آنکھ میں ایسی موہنی تھی اور دل ایسا کھلا تھا کہ جو آپ سے ایک بار مل لیتا تھا وہ آپ کے لطف و کرم کا قائل و گرویدہ ہو جاتا بقول شاعر
ہر دل کو اُس چشمِ کرم سے تھایوں لگاؤ
گویا کہ وہ ہمیں سے لگائے ہوئے ہے دل

جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کے زمانہ تعلیم میں اپنے اُستادِ گرامی حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم کی ہمراہی میں تقریباً روزانہ ہی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضری کا موقع ملتا تھا، حضرت مولانا مدظلہم کے توسط سے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلقِ خاطر ہو گیا، اسی تعلق کی وجہ سے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نوادرِ خطاطی نیز آپ کی شاعری کا کافی حصہ جمع

کیا مزید برآں آپ کے علمی مقالات کا بھی معتد بہ حصہ جمع کر لیا، چند سال پہلے آپ کے مقالات کو شائع کرنے کا ارادہ ہوا، اسی دوران کراچی کے محترم راشد شیخ صاحب سے معلوم ہوا کہ آپ نے بھی حضرت شاہ صاحبؒ کے مقالات جو خطاطی سے متعلق ہیں جمع کیے ہیں تو حضرت شاہ صاحبؒ کی اجازت سے اُن مقالات کو ”مقالات خطاطی“ کے نام سے اپنے ادارہ ”ناشرانِ خاوران“ سے ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء میں شائع کیا جس کے شروع میں حضرت شاہ صاحبؒ نے ”حرفِ نفیس“ لکھ کر ہماری حوصلہ افزائی بھی فرمائی

حضرت شاہ صاحبؒ کے دیگر مقالات بھی راقم نے ترتیب دیے ہیں جو ان شاء اللہ اپنے وقت پر اشاعت پذیر ہوں گے، ہر دست حضرت شاہ صاحبؒ کا کلام جو آپ کے اپنے قلم مبارک سے لکھا ہوا ہے اُسے ”نبی شوق“ کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے

حضرت شاہ صاحبؒ کے یہ نوادرِ نفیس یقیناً ابھی بہت ہیں تاہم فی الوقت انہی چند ایک کو غنیمت جانتے ہوئے ناظرین کی ضیافتِ طبع کے لیے حاضر کیا جا رہا ہے ورنہ دل میں تو یہ ہے کہ

شمارِ ذوق نہ دانستہ ام کہ تا چند است
جز ایں قدر کہ دلم سخت آرزو مند است

حضرت شاہ صاحبؒ سے تعلق کی وجہ سے راقم اپنے اُستادِ گرامی حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم کا رَہین ہے اس لیے راقم اس مجموعہ کا انتساب حضرت مولانا مدظلہم کے نام کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے

راقم اپنے رفیق محترم محمد عرفان شجاع صاحب زیدت مکارمہم
مدیر ”ناشرانِ خاوران“ کا ممنون ہے کہ آپ کے تعاون ہی کی بدولت یہ
مجموعہ اشاعت پذیر ہو سکا ہے

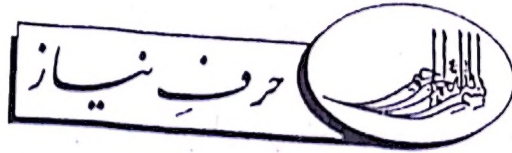
ثانیاً راقم حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذِ ارشد اور خطاطی میں حضرت
شاہ صاحبؒ کے معتمد علیہ بھائی جمیل حسن صاحب (جدہ) کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ
آپ نے راقم کی درخواست پر اپنے ”خطِ جمیل“ میں ٹائٹل لکھ کر عنایت فرمایا

ثالثاً راقم محترم سید اظہار احمد گیلانی صاحب زید فضلہ کا بھی خاص
طور پر احسان مند ہے کی آپ نے راقم کی خواہش اور فرمائش پر اس مجموعہ کے
لیے چند ”نفائس“ عنایت فرمائے

امید ہے کہ یہ مجموعہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار کے طور پر
اہل ذوق ناظرین کو پسند آئے گا اور وہ ”کلامِ نفیس“ کو پڑھنے کے ساتھ
ساتھ جہاں رُوحانی بالیدگی محسوس فرمائیں گے وہیں ”خطِ نفیس“ کے دیکھنے
سے آنکھوں میں نور اور دل میں سرور کی کیفیت بھی پائیں گے

محمد عابد

۰۶
۲۳
۵۳۳



زہے سعادت کہ ناشرانِ خاوران کو حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے کاروانِ جمال و جنت نگاہ سوادِ تحریر کو شائع کرنے کی توفیق حاصل ہوئی (فللہ الحمد) حضرت رحمہ اللہ اپنے سراپا میں خود ایک پیکرِ نفاست و پاکیزگی تھے اور یہی نفاست و پاکیزگی حضرت رحمہ اللہ کے ایک ایک وصف میں نفوذ کیے ہوئے تھے جس نے حضرت رحمہ اللہ کی شخصیت کو نہایت دلآویز بنا دیا تھا:

ع روشن از پرتو رویت نظری نیست کہ نیست

صدیقِ مکرم مولانا محمد عابد صاحب حفظہ اللہ، حضرت رحمہ اللہ کی خطاطی کے نمونہ جات اور حضرت کے نوادرات کی جمع آوری اور حفاظت کا حد درجہ ذوق و شوق رکھتے ہیں، انہوں نے نہایت محنت اور محبت سے حضرت کا کلام حضرت ہی کے خط میں جمع کیا ہے جو اس وقت نظر نواز ہے۔ یہ باقاعدہ خطاطی کی شکل تو نہیں ہے مگر حُسنِ خیال حُسنِ خط میں ڈھل کر بصارتوں کو بالیقین مصفیٰ اور مزگی کرتا ہے۔ ان اشعار میں جہاں فکرِ سلیم، ذوقِ نظر، بلند ہمتی اور فکر و آگہی نظر آتی ہے وہیں حضرت رحمہ اللہ نے جو الفاظ ٹھہرائے ہیں وہ اُن کیفیات کے غماض بھی ہیں جو شعر کہتے ہوئے قلب میں ورود کرتی ہیں۔ ناشرانِ خاوران کی یہ کوشش حضرت کی یاد آوری اور شوقِ خاطر کا ادنیٰ اظہار ہے جو اس نسخہ شوق میں آنے کے بعد بھی مجزا ہے

ع نفسی بیاد تو زنم، چہ عبارت و چہ معانیم

محمد عرفان شجاع

حمید باری مری زباں پر ہے

حمید باری مری زباں پر ہے
 وجد طاری مری زباں پر ہے
 دم بدم لا الہ الا اللہ
 ذکر جاری مری زباں پر ہے
 ہے تصویر میں روضہ الطہر
 نعت پیاری مری زباں پر ہے
 نعت گوئی مرا شعار ہوئی
 کس نے واری مری زباں پر ہے؟
 ذکر پیاروں کا چار یاروں کا
 باری باری مری زباں پر ہے
 حرفِ مطلب ادا نہیں ہوتا
 عرض بھاری مری زباں پر ہے
 صبرِ جانکاہ میرے دل میں ہے
 شکرِ باری مری زباں پر ہے
 شب کا پچھلا پر ہے، اور نفیس
 آہ و زاری مری زباں پر ہے

نفسِ منزلِ دور
 صفحہ نمبر ۱۸۱۸

دریا جو بہ رہا ہے، سُبْحان تیری قدرت
ہر قطرہ کہ رہا ہے، سُبْحان تیری قدرت
جو بار اٹھا سکے نہ، اَرْض و جبال و اَفلاک
انسان سہ رہا ہے، سُبْحان تیری قدرت



سکردو کے دشت و جبال اللہ اللہ
زہے قدرت ذوالجلال اللہ اللہ
زباں بہتر ہے بے اختیار اے نفیس
حدیث "حُبُّ الْجَمَالِ" اللہ اللہ



صفوحہ ۱۴۱۰ ہ سکردو - وادی شکر پستان

میر حبیب مدنی حیدرآباد

یکم ذوالحجہ ۱۴۰۳

جمادی الثانی ۱۹۸۳

بہتر بھائی

سید امجد علی خاں خاں خاں

السلام علیکم وعلیٰ آئندہ دارا

اسیر بے غنہ خانہ آپ بے غنہ خانہ

ہم دہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کہہ جا رہی خبر نہیں آتی

دل لخت لخت لخت قاشیں صحت آپ کی غنیمت طبع کے لیے ارسال خدمت ہیں۔ آپ ان میں اجاب فرما
جیہ کہ بہترین و دیہ کو بھی شریک کر سکتے ہیں دیگر عزیزوں کو آپ چاہیں۔ ج
من قاش فروش دل صدمہ پارہ خویشم

یہ درمائدہ مواجب شریف پر حاضر خدمت اقدس ہوا تو خود ہی ایک شعر وارد ہوئی جس میں درخشاں پیشہ ہے :
عطا قدموں میں ہو دائم حضوری ، یا رسول اللہ
ہے اب ناقابل برداشت دوری ، یا رسول اللہ

بعد میں تدریجاً رہنے مندہ پائیکہ شریک ہوئے گرامات رخصت چاہی تو آخری شعر ہوا۔ عرض سلفہ زانیے

عنایت ہو اگر اک لمحہ ، اپنی خاص خلوت کا
مجھے اک عرض کرنی ہے ضروری ، یا رسول اللہ

اجازت ہو تو کچھ چشمان تر سے بھی بیاں کر لوں
ابھی ہے داستان غم ادھوری ، یا رسول اللہ

مرا سرمایہ ایمان فقط حرفِ محبت ہے
مجھے ازبر نہیں کنز و قدوری ، یا رسول اللہ

مری غایت تمنا ہے ، درِ اقدس کی درباری
زہے عزت ، اگر ہو جائے پوری ، یا رسول اللہ

دینی ہی میں آکر راحت و تسکین پاتی ہے
دلِ فرقت زدہ کی نامہداری ، یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دہم رخصت نفیس اشکوں سے تر ہے ، رحم فرماؤ
خدا را اک محمد ہلکی سی ، نوری ، یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اب تم کو ارجش ڈٹ ہے تو "محرمِ حرم" کہ کیفیت بھی سنیے :
یہ نیک صغیرم ہی ہے :
گورے آئے ہیں ، کالے آئے ہیں

سب یہاں بخت والے آئے ہیں

صبح صادق کی طرح سے اوڑھے
نوری نوری ددشالے آئے ہیں

یہ کفن پوش ، پیکرِ نسیم

گردنیں اپنی ڈالے آئے ہیں

ایسا بکچہ نثار کرنے کو

مصطفیٰ کے جیالے آئے ہیں

چھاؤنی بن گیا ہے صحنِ حرم

عاشقوں کے رسالے آئے ہیں

اپنے اپنے گھروں سے دیوانے

بے خودی کے نکالے آئے ہیں

درِ جان پہ پھوڑنے کے لیے

دل جلے لے کے چھالے آئے ہیں

اللہ اللہ جمالِ محفلِ دوست

تیرا میں اُجالے آئے ہیں

مالک الملک رحم ، ، تیرے حضور

تیری شفقت کے پالے آئے ہیں

چشمِ گریاں برس رہے تھے نفیس

خشک ہونٹوں پہ نالے آئے ہیں

بیتِ انشراح اور صبرِ نبوی دونوں ہی مجھے جبین پرچہ
آپ کو یاد سے برقعِ غنیمتوں - محکمہ میں ان کے اپنے یہ تھا : المکتبۃ الاحادیث ، باب الحزب ، مکہ المکرمہ

سب خزانہ دوستوں پر کسم پورن - میرے ہونڈ میں آج آجی دن ہے - مل ناز صبر کے لیے اور اہم نامہ دور
دخست رہے - دعا لکھی - اشرفی لا قبل زانے - بیتِ دلدار ہے - وادی
اور نفیس ہر غنیمتوں پر
بائیکالہ حیدر بن

حزبِ نبویؐ کے ہونڈ میں آج آجی دن ہے - مل ناز صبر کے لیے اور اہم نامہ دور

تجھ سا کوئی نہیں!

اے رسولِ آئیں، خاتمُ الرسلین! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
 ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقین؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
 اے برہنہی و ہاشمی خوش لقب؛ اے تو عالی نسب، اے تو دالِ احب
 دودمانِ قریشی کے دورِ تمہیں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
 دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
 اے ازل کے حبیب، اے ابد کے حبیب؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
 بنم کوئیں بے سبائی گئی، پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
 سیدہ الاذلیل، سیدہ الاجریں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
 تیرا سکہ رواں گل جاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا، آسمان میں ہوا،
 کیا عرب، کیا غم، کیا غم، سب میں زیرِ نگین؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
 تیرے انداز میں دستیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
 تیرے افقاس میں غلہ کی یا سمیں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
 ”سدرۃ المنتہی“ رہنمویں تری، ”قابِ قوسین“ گردِ سفر میں تری
 تو ہے حق کے قرب، حق ہے تیرے قرب؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
 ککشاںِ خود تیرے سرمدی تاج کی، دلفِ تاباں جیس راتِ ہر لاج کی
 ”لیلۃ القدر“ تیری منور جیس؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
 مصطفیٰ، مجتبیٰ، تیری منج و ثنا، میرے بس میں نہیں، دسترس میں نہیں
 دل کو بہت نہیں، لب کو یار نہیں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
 کوئی بتلائے، کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے وہ کہیں جس کو تجھ سا کوئی
 توبہ توبہ، نہیں کوئی تجھ سا نہیں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
 چار یاروں کی شانِ جلی ہے بھلی؛ پس یہ صدیق، فاروق، عثمان، علی و زبیر
 شاہدِ عدل ہیں یہ ترے جانشین؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
 اے سراپا نفیس، انفسِ دو جہاں، سرورِ دلبراں، دلیرِ عاشقان
 ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ خنیں؛ تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
 و سوا اللہ علی غیرہ غلبۃ تیرا، ملان، تجھ کو آج و سب روز ایک و یک

۱۴۵
۶۱

محمد مصطفیٰ محمد مروتی

دُنیا سب ، محمد مروتی ؛ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 اُس بن دُنیا کیسی ہوتی ؟ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 مقصودِ کونینِ محمد ، مطلبِ دارینِ محمد
 اُس بن کیسے دُنیا ہوتی ؟ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 گرنے ہوتا آمنہ جابا ، خلقت کا غم کھانے والا
 خلقت میٹھی بنیند نہ سوتی ، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 زہراؓ کا دل غم کا مارا ، ہجرِ نبیؐ میں پارہ پارہ
 گم سُم آنسو مار پر دتی ، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 ساجن بن سکھ چین نہ آوے ، یاد اُس کی دینِ رین ستاد
 دل تڑپے ہے ، آنکھیں روتی ، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 کاش مرے محبوب کی دھرتی ، مجھ پہ نفیس یہ شفقت کرتی
 اپنے اندر مجھ کو سموتی ، صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نعت شریف

لب پر دُرود ، دل میں خیالِ رسولؐ ہے
 اب میں ہوں اور کیفِ وصالِ رسولؐ ہے
 دائم بہارِ گلشنِ آلِ رسولؐ ہے
 سینچا گیا لہو سے نہالِ رسولؐ ہے

گو بکر سوں ، عمر سوں ، دہ عثمان سوں یا علیؑ
 چاروں سے آشکار کمالِ رسولؐ ہے
 حُسنِ حسنؑ کو دیکھ ، حسینؑ حسینؑ کو دیکھ

دولوں میں جلوہ ریز جمالِ رسولؐ ہے
 اسلام نے غلام کو بخشی ہیں عظمتیں
 سیردارِ مؤمنین ، بلالِ رسولؐ ہے
 ہاں نقشِ پائے ختمِ رسل میرا تخت ہے
 ہاں میرے سر کا تاج ، نعالِ رسولؐ ہے

جامِ حجمِ اس کے سامنے کیا چیز ہے نفیس
 حب کو نصیب جامِ سقاہِ رسولؐ ہے

سلا بخضر خیر الامم صلی اللہ علیہ وسلم

الہی! محبوبِ کل جہاں کو، دل و جگر کا سلام پہنچے
 نفسِ نفس کا درود پہنچے، نظرِ نظر کا سلام پہنچے
 بساطِ عالم کی وسعتوں سے، جہاں بالا کی رفعتوں سے
 ملکِ ملک کا درود اترے، بشرِ بشر کا سلام پہنچے
 حضور کی شامِ شام مہکے، حضور کی رات رات جاگے
 ملائکہ کے حسیں جہلوں میں، سحرِ سحر کا سلام پہنچے
 زبانِ فطرت ہے اس پہ ناطق، بارگاہِ نبی صَادِق
 شجرِ شجر کا درود جائے، حجرِ حجر کا سلام پہنچے
 رسولِ رحمت کا بارِ احسان، تمام خلقت کے دوش پر ہے
 تو ایسے محسن کو بستی بستی، نگہ نگہ کا سلام پہنچے
 مرا قلم بھی ہے اُن کا صدقہ، مرے ہنر پر ہے اُلکائی رحمت کا سایہ
 حضورِ خواجہ، مرے قلم کا، مرے ہنر کا سلام پہنچے
 یہ التجا ہے کہ روزِ محشر، گناہگاروں پہ بھی نظر ہو
 شفیعِ اُمت کو ہم غریبوں کی چشمِ تر کا سلام پہنچے
 نفیس کی بس دعا یہی ہے، فقیر کی اب صدا یہی ہے
 سوادِ طیبہ میں رہنے والوں کو عمر بھر کا سلام پہنچے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شیخ شہزاد محمد الہام ۱۴۱۸ھ



لاکھوں سلام

تاجدارِ نبوتؐ پہ لاکھوں سلام
 سید الاولیاء، سید الاخیرؑ،
 خیرِ اولادِ آدمؑ پہ اربوں درود
 وہ جب آئے، جہاں میں بہار لگئی
 جلوہ گاہِ محمدؐ وہ غارِ حرا
 جبریلؑ امیں، مَرْحَباً مَرْحَباً
 نورِ پاشِ رسالتؐ پہ دائم درود
 وہ جو فاران کے چڑیوں سے اٹھا
 جس پہ ختمِ نبوتؐ کا دارِ مدار
 سربِ نیکی کی رسالتؐ ہوئی معتبر
 روکشِ حسنِ رؤفؐ ہے جس کا جمال
 سدرۃ المنتہیٰ احسنؐ کی گردِ سفر
 بدر میں تو نزلِ ملائکہؑ ہوا
 کیا کہوں جو احمدؑ سے محبت رہی
 جو قدمِ مبارکؐ کی زینت رہا
 کوئی دیکھے رفاقتِ ابو بکرؓ کی
 اللہ اللہ! فاروقؓ کا ذبِ نہ
 ہر عثمانؓ رضوانؓ کی بیعت ہوئی
 مرقضیؓ ابابؓ شہرِ علومِ نبیؐ
 جس کے دو پھول پیارے حسنؓ اور حسینؓ
 ہر صحابیؓ نبیؐ پر تصدیق رہا،
 ساری امتؓ پہوں ان گنت رحمتیں
 جس کو ترسائے کیے چشمِ دل اے نفیس
 اُس دیارِ نبوتؐ پہ لاکھوں سلام

ناجیزہ: نفیس الحینیہؒ

۲۰ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

اداس راہیں

طریقہ ہجرت سے ممتا شہر

۱ حرم سے طیبہ کو آنے والے! تجھے نگاہیں ترس رہی ہیں
جدھر جدھر سے گزر کے آئے، اداس راہیں ترس رہی ہیں

۲ رسولِ اطہرؐ جہاں بھی ٹھہرے، وہ منزلیں یاد کر رہی ہیں
جہیں اقدس جہاں جھکی ہے، وہ مسجد گاہیں ترس رہی ہیں

۳ جو نور افشاں تھیں لحظہ لحظہ، حضورؐ انور کے دم قدم سے

وہ جلوہ گاہیں تڑپ رہی ہیں، وہ بارگاہیں ترس رہی ہیں
لم صبا ئے بطلی غموں سے پڑے، فضا ئے اقصا بھی دکھ بھری ہے

اب ایک مدت سے حال یہ ہے، اثر کو آہیں ترس رہی ہیں

۵ خیال فرما کہ چشمِ عالم تیری ہی جانب لگی ہوئی ہے

نگاہِ فرما، کہ ساری اہمیت کا بیٹھی چاہیں ترس رہی ہیں

۶ نفیس کیا یہ وقت آیا، سلوک و احسان کے سلسلوں پر

جہاں مشائخ کا رونقِ حق، وہ خانقاہیں ترس رہی ہیں

نقیض الحینی

پیشہ (۱۸۸۱ء تا ۱۹۱۸ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ اللہ جانِ جانان کا پیام آہی گیا

لطف کا پودانہ اک دن میرے نام آہی گیا

جذبہ بے اختیار شوق کام آہی گیا

اک فقیر بے نوا تک ددر جام آہی گیا

عاجز و در ماندہ، سرتا پاشکتہ، غائے غم

رفتہ رفتہ تادری بیت الحرام آہی گیا

آب جیواں کی تمنا تھی، سو پوری ہو گئی

چشمہ زمزم پہ آخر تشنہ کام آہی گیا

اپنے ارماں پورے کر لے، خوب جی بھر کر رہا
 اے دل بیتاب! لے تیرا مقام نہ اسی گیا
 میری جاں جس پر خدا، کون و مکان جس پر تار
 سامنے دہ روضہ خیر الانام نہ اسی گیا
 اُن کی یہ ذرہ نوازی، اُن کا یہ جود و کرم
 بارگاہِ قدس میں بہرِ سلیم نہ اسی گیا
 حاضری اب سو رہی ہے سال کے بعد اے نفیس
 صبح کا بھولا ہوا گھر اپنے شام نہ اسی گیا

مدینہ المنورہ | مکہ مکرمہ
 ۱۴۱۶ھ | رمضان المبارک
 سوال نمبر

حسرت

رخصتاں بھی گزر گیا یوں ہی
 موج آئی نہ کوئی ساحل تک
 ماہِ نوِ عشق کی طرح آیا
 کیا سہانی سہانی راتیں تھیں
 دامنِ دل نہ بھر سکا آب کے
 لگ رہی ہے قضا اداس اداس
 ذکرِ جاہاں سے جاں میں جاں آئی
 اُن کا غم تو محیطِ عالم ہے
 سفرِ حج بہت مبارک ہے
 چڑھ کے آیا، مگر گیا یوں ہی
 دل کا دریا اُتر گیا یوں ہی
 ہم پہ الزام دھر گیا یوں ہی
 خواب تھا جو بکھر گیا یوں ہی
 موسمِ گل گزر گیا یوں ہی
 (تو سُنناں کر گیا یوں ہی)
 زلیست کا رخ نکھر گیا یوں ہی
 میرے سینے میں بھر گیا یوں ہی
 کیا کریں گے، اگر گیا یوں ہی

اللہ اللہ اُس کا بخت نفیس

جو مدینے میں مر گیا یوں ہی

یا سید عالم

اللہ اللہ! کنبد خضر سے آیا ہے سلام

سارے یہ شعر بھی شفقت بھری بات ہے

میرے ملنے کو نہ ملے تجلیت ال سے کرے

رد نہ رہتا سالوں کو شہرہ سادات ہے

کتبہ نقیہ الحسینی
۱۴۴۰ھ

دل و دہلیز سے کھلی ہے عزیز تر
 یہ مصطفیٰ کا جین نگر، دل دہان سے کھلی ہے عزیز تر
 یہ جہاں عشق ہے سرسبز، دل دہان سے کھلی ہے عزیز تر
 یہ خواجہ، یہ شہزادہ تو ہے یہ شہنشاہ طہات ہے
 جو نگاہ ہے مرے حال پر، دل دہان سے کھلی ہے عزیز تر
 جو مراقبہ میں سرور ہے تو یہ مصطفیٰ کا صوفی تصور ہے
 کہ یہاں ایک ساعت مختصر دل دہان سے کھلی ہے عزیز تر
 وہ کہ ذات اس کی مستور دل دہان سے کھلی ہے عزیز تر
 رہا ہے بھی یہ قریب دل دہان سے کھلی ہے عزیز تر
 غم دوستاں بھی بجا ہسی، دل دہان سے کھلی ہے عزیز تر
 غم مصطفیٰ نے غم در دل دہان سے کھلی ہے عزیز تر
 وہ کہ یہاں کا فقیر دل دہان سے کھلی ہے عزیز تر
 یہی آستان، یہی ایب دل دہان سے کھلی ہے عزیز تر
 یہی شہنشاہی، یہی سبب دل دہان سے کھلی ہے عزیز تر

(۱) یہ جہاں عشق ہے سرسبز
 (۲) یہ خواجہ، یہ شہزادہ
 (۳) جو نگاہ ہے مرے حال پر
 (۴) وہ کہ ذات اس کی مستور
 (۵) رہا ہے بھی یہ قریب
 (۶) غم دوستاں بھی بجا ہسی
 (۷) غم مصطفیٰ نے غم در
 (۸) وہ کہ یہاں کا فقیر
 (۹) یہی آستان، یہی ایب
 (۱۰) یہی شہنشاہی، یہی سبب

بُوبکرؓ و عُمَرؓ، عُثْمَانُؓ و عَلِیؓ

اُمّابِ مُحَمَّدٍؐ کے ولی ، بُوبکرؓ و عُمَرؓ، عُثْمَانُؓ و عَلِیؓ

یارانِ نبیؐ میں سب سے جلی ، بُوبکرؓ و عُمَرؓ، عُثْمَانُؓ و عَلِیؓ

وہ شیعِ حَرَم کے پروانے ، ختمِ رُسل کے دیوانے

بُوبکرؓ و عُمَرؓ، عُثْمَانُؓ و عَلِیؓ ، بُوبکرؓ و عُمَرؓ، عُثْمَانُؓ و عَلِیؓ

اسلام نے جن کو عزّت دی ، اسلام کو قوّت جن سے ملی

ایمان کی روایت جن سے چلی ، بُوبکرؓ و عُمَرؓ، عُثْمَانُؓ و عَلِیؓ

ترتیبِ خلافت بھی ہے یہی ، ترتیبِ فضیلت بھی ہے یہی

لگتی ہے یہی ترتیبِ بھلی ، بُوبکرؓ و عُمَرؓ، عُثْمَانُؓ و عَلِیؓ

اسِ نظم کی خوشبو پھیلے گی ، یہ خوشبو ہر سو پھیلے گی

گو بجے گا یہ نغمہ گلی گلی ، بُوبکرؓ و عُمَرؓ، عُثْمَانُؓ و عَلِیؓ

یہ لوح و قلم کی زینت ہے ، یہ کتبِ حَرَم کی زینت ہے

لکھو اس کو نفیسِ بَخطِ جلی : بُوبکرؓ و عُمَرؓ، عُثْمَانُؓ و عَلِیؓ

فقیرِ نفیسِ الحینی

○

نغمہ شاہِ نفیسِ بَخطِ جلی
۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

لایا جو خون زہد در کردے فید
 اوجی برا حسین کا سر کردے لید

جو ہر کاسخ صفی ہستی پہ ثبت ہے
 پر ہے جس حسن کو اہل نظر کردے لید

حسین حسین اہل سے در پید ہے
 ”

” (سدا) زہد کا ہے / سر کردے لید

سید مجبور محمد اسد علی

سید مجبور از آل رسول

نور چشم مرقع ، نخب بتول

قلب لاہور و امام اہل سینہ

رشتن از دے صبح شام اہل سینہ

۵

۲۸ جنوری ۱۳۲۷ء

رحمتهما

شیر بغداد

زبد آل نبی حضرت عبد القادر

نخیز اولاد علی حضرت عبد القادر

ادلیا با جگزار شیر بغداد همه

تاجدار حسنی حضرت عبد القادر

۵

۲۸ جنوری ۲۰۰۲ء

مُعین الدین حسن سبزی فقیر سے
 امام چشتیاں، روشن ضمیر سے
 رسول اللہؐ اور احکم خرمود
 برائے ملک ہند آمد سفیر سے

بختیار آل قطب دین مصطفیٰ

پیر و ان ترغی را رسما

شعر بر حام شنید از عفا

شعر خیر سلیم را

بر زمان از غیب جانے دیکر

مینے بود ~~دست~~ علی مرد با خدا شد
 مرا و را من منصب عالی عطا شد
 اجدد من حویں رسید ان جا جانان
 نظام الدین محمد اولیاء شد

۱۸ اکتوبر ۲۰۰۱ء

اے رَدِیقِ بزمِ چشتیائی

اے مظہرِ شانِ کبریائی اے پرتوِ نورِ مصطفائی
 اے پیکرِ زہد و پارسائی اے وارثِ فقرِ مرتضائی
 اے خواجہٗ خواجگانِ عالم اے رشکِ اجدِ دھنی و طائی
 اے خسروِ زمرہ طرازے اے ثانیِ سعدی و سنائی
 اے روشنیِ چراغِ دہلی اے رَدِیقِ بزمِ چشتیائی
 اے مشربِ تبتِ عشقِ احمد اے مسکِ توحیدِ انمائی
 ہر نقشِ تو آفتابِ بادا تا حشرِ فشانہٗ روشنائی
 یکبار کہ باریا ہے کردی ہم بارِ دیگرِ کرمِ نمائی

شاق است جو بر دلِ نفیس
 اے جانِ جہاں! چرا جدائی؟

نفیس الحسینی
 ۱۳۸۲ھ
 ۱۹۶۴ء
 ۵
 ۱۔ حضرت خواجہ گیسو دراز قدس سرہ کو خواب میں دیکھا۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہیں جس پر ہیں حضرت کی انجنت
 شادت نما ہے ہوئے ہل رہا ہیں۔

محمد دالف ثانی رحمہ اللہ

محمد دالف ثانی ، قلب امان
نہے مسند نشین بزم عشاق

ازو تجدید دین مصطفیٰ گشت

مہبان ترہ روشن بر ملا گشت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ

یاد

دلِ زخمِ زخمِ لوگو! کوئی ہے جسے دکھائیں
کوئی ہم نفس نہیں ہے، غمِ جاں کیے سنائیں

یہ ایک جو چھا گئی ہیں، غم و درد کی گھٹائیں
گیا کون اس جہاں سے کہ بدل گئیں فضا میں

اکھا سائبانِ شفقت، بڑی تیز دھوپ دیکھی
نہیں دور دور چھاؤں، کہاں اپنا سر چھپائیں

وہ زندگی کی ٹولیس، انھی محسنوں کی یادیں!
شبِ زلیست کے ستارے وہ خلوص کی دعائیں

وہ رفاقتوں کی راتیں وہ ہر اک سے دل کی باتیں
گئے دور کے وہ قصے، ہمیں یاد کیوں نہ آئیں

وہ شجاعتوں کے پالے، بڑے صبر و شکر والے
وہی حوصلے حسینی، وہی زید کی ادائیں

وہ خوش نصیب قرائ کی حسین نگارش
زہے وہ صریرہ خامہ، کہ ملک بھی جھوم جائیں

ہم مرگ تھی تسلی، سرِ قبر ہے محبت
ہوں مدامِ غنبرِ افشاں، یہاں غلد کی ہوائیں

ہو نصیبِ جامِ کوثر، یہ نفیس کی دعا ہے
مگر اک حسین تمنا کہ حضورِ خود پلائیں

اشہد علیہ السلام

نفسِ حسینی
یہاں آتی
۱۲/۱۱/۱۴



والدہ مرحومہ کی یاد میں

ہائے یہ رحلتِ جان کا اثر، کس سے کہوں
 دردِ دل کس سے کہوں دردِ جگر کس سے کہوں
 موت کا اُن کو تمنا تھی کہ وہ جنتِ بقیع
 اب میں یہ بات بجز اہلِ نظر، کس سے کہوں
 کیفیتِ جن کو حضوری کی رہی جیتے جی
 داصلِ حق میں باندازِ دیگر، کس سے کہوں
 نسبتِ عالمی کا فیض ہے اللہ اللہ
 کس سے کہوں کس سے کہوں
 حقیقتِ صریح! ہوا نسکینِ بیکیں ویاں
 زیست کا نظم ہوا زیر و زبر، کس سے کہوں
 یمنِ انفس سے جن کے مری منزلِ حقِ نفس
 جا بے آہ وہ فردوسِ نگر، کس سے کہوں
 گوشہ گوشہ تھا بس اک ذات سے جس کا مہر
 سونا سونا نظر آتا ہے وہ گہرا کس سے کہوں
 مانتا تھی جو نگاہوں میں سمٹ آئی تھی
 دیکھنا اُن کا وہ ہمنامِ سفر، کس سے کہوں
 ایک رقتِ سیطیت میں بسی ہے ایسی
 خشک ہوتے ہی نہیں دیدہ تر، کس سے کہوں
 غم کا شکر ہے کہ بڑھتا ہی چلا آتا ہے
 صبرِ کب تک وہے گاسینہ پسر، کس سے کہوں
 زندہ کیسے لے گا، یہی اب سوچتا ہوں
 درد میں ڈوب گئے شام و سحر کس سے کہوں
 بے خبریں مرے عالم سے زمانے والے
 اپنے اس عالمِ حیرت کا خبر کس سے کہوں
 غم زدہ مرضِ جان سے چلا آیا ہوں
 دل پہ جو بیت رہی ہے وہ مگر کس سے کہوں

اُن کی تربیت پر رہے بارشِ انوارِ مدام
 ابرِ رحمت ہو تسلسل سے گہرا مدام

لاہور — ۱۲۰۷ھ

انہیں سے لیا ہے، لقصینہ انہیں آنا

وہ اس جہاں سے لیا ہے، لقصینہ انہیں آنا

میں سے لیا ہے

شرف مکان کو اپنے مکان سے لیا ہے
میں مکان سے لیا ہے، لقصینہ انہیں آنا

شرف مکان کو لقصینہ میں سے لیا ہے
میں مکان سے لیا ہے، لقصینہ انہیں آنا

۳ شعبان ۱۲۲۲ھ / ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء
انوار

داعی اہل سنت مولانا محمد کثیر الشیر

۱۲۱۶ھ
۱۹۹۶ء

داعی اہل سنت، محمد کثیر
جانشین امیر کبیر شہیر
فاضل دیوبند و ذلی خدا
آن مجتہدہ جہاں دستورہ جہاں
فیض علی زانور مشہور ہے مثال
شیخ الیاس و از شیخ عبد الشکور
بالیقین اُردو یادگار سلف
صاحبِ خلق، خلیے کریم و حلیم
ساکنان سکرد و چیلو ہنہ
خادم اہل بیت و صحابہ ہے
ظلمتِ رقص از نور اُد پاش پاش
غازی و زاہد و عبید شہ زہد دار
باد مغفور و بیت مغفور اے نفیس

بہر جاہ رسول بشیر و نبذیر

تذکرہ: ۱۹۱۸ء
۱۲۱۶ھ
۱۹۹۶ء
۱۲۱۶ھ
۱۹۹۶ء
۱۲۱۶ھ
۱۹۹۶ء

۱۔ دارالعلوم دیوبند (منع سارنہند، ہند)
۲۔ مکہ معظمہ المہین حضرت مولانا محمد کثیر الشیر نور اللہ علیہ السلام و مولانا سید حسین احمد علیہ السلام
۳۔ حدیث شریف پڑھی۔ زیادہ تر شاہ صاحب سے پڑھا۔
۴۔ رئیس تبلیغ ہالیوڈین حضرت مولانا محمد کثیر الشیر نور اللہ علیہ السلام و مولانا سید حسین احمد علیہ السلام
۵۔ مال کی یاد مرثیہ تبلیغ سیکھا۔
۶۔ اہم اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور کھنہ نور اللہ علیہ السلام خدمت میں ترویجِ شریعت کے لیے کمال کمال

قبائے نور سے منج کر، لہو سے بادِ مہر
 وہ پہنچے بارشِ حق میں کہنے سرخرو ہو کر
 فرشتے آسمان سے اُن کے استقبال کو اترے
 چلے اُن کے جلو میں با ادب، با آبرو ہو کر
 جہنمِ ننگ و بوسے ماؤرا ہے منزلِ جاناں
 وہ ٹڈرے اس جہاں سے بے نیاز رنگِ دُہر ہو کر
 جہاد فی سبیل اللہ نفسِ النین تھا اُن کا
 شہادت کو ترستے تھے سراپا آرزو ہو کر
 وہ رہباں شب کو ہوتے تھے تو فرماں دین میں ہوتے
 صحابہ کے چلے نقشِ قدم پر ہو ہو ہو کر
 مجاہدِ سرکشانے کے لیے بیچین رہتا ہے
 کہ سرا فراز ہوتا ہے وہ خنجر درِ گل ہو کر
 سرشیدیں بھی استقبالِ قبلہ وہ نہیں بھولے
 کیا جاہم شہادت زرش افخونے قید ہو کر
 زمین و آسمان ایسے ہی جابجا زور پہ لگتے ہیں
 سحابِ غم برساتے شہیدوں کا لہو ہو کر
 شہیدوں کے لہو سے ارضِ بالا کٹ مُشکیں ہے
 نسیمِ صبح آتی ہے ادھر سے مُشکبو ہو کر
 نفیسِ ان عاشقانِ پاکِ طہیّت کی حیات و موت
 رہے گی نقشِ دہرِ اسلامیوں کی آبرو ہو کر

حق کا بول بالا ہونے والا ہے

(مجازِ جنسِ خستہ سے درپہ آئے ہوئے)

بجہ اللہ حق کا بول بالا ہونے والا ہے

سیاہی چھٹ رہی ہے اب اُجالا ہونے والا ہے

سوادِ خوشت سے منکر خدا کے بھاگنے کو ہیں

مسلمانوں کا قبضہ لاٹھیاں لہرانے والا ہے

کوئی کابل میں جا کر یہ نجیب اللہ سے کہے

تہ و بالا ترا آواں بالا ہونے والا ہے

بہت اچھا، تو کر لے ظلم، جتنا ہو سکے تجھ سے

ترا اے روسیہ! مٹے اور کالا ہونے والا ہے

مشیدوں کے لہو سے خوشت کو سیراب ہونے

یہ خطہ آج کل میں کشتِ لالہ ہونے والا ہے

شہادت چاہنے والو! مبارک وقت اپنی

تمھارا رزبِ تن، غلّی دھالہ ہونے والا ہے

مجاہد! ناز کر اپنے مقدر پر کہ توکل کو

شہیدانِ احد کا ہم پیالہ ہونے والا ہے

امیرِ محترم شیخ اللہ اختر کے مبارک ہو

سکہ ان سے کارنامہ اک نہالا ہونے والا ہے

یہ کام اہلِ جہد کا ہے، وہی اس کو سمجھتے ہیں

یہ کام اہلِ جہد سے بالا بالا ہونے والا ہے

نقیہ ایمان کہتا ہے، مرا و جدان کہتا ہے

ظہیر نصرت بابی تعالیٰ ہونے والا ہے

نظمی الحسینی

۲۲ جون ۱۴۱۰ھ
۱۹ مئی ۱۹۹۰ء

تاقیامت رہے آبروئے ہر اس

ایک مدت سے تھی آرزوئے ہر اس
حجۂ اشہر عرفان و علم و ہنر
ہے فضا اس کی پاکیزہ و خوشگوار
سارا ماحول ایمان اس در ہے
عشق ہی عشق ہے چشت کا رنگ نور
اپنے آباد و احباد کی جستجو
حضرت زید حبندی کا عزم جہاد
ہند پرغزنی اور غوری کا راج
لے مبصر ذرا چشم بنیا سے دیکھ
اب لو سے شہیدوں کے گلزار ہے
عظمت رفتہ مومن کو پھر ہو نصیب
اب بفضل خدا رُوس کی کیا مجال
کس کی ہمت ہے مد مقابل بنے
لے خوشا، قید سے اب تو آزاد ہے
نشأۃ دین اسلام اب تجھ سے ہے
راہ دکھلائی قسمت نے سوئے ہر اس
سارے عالم میں ہے ہاؤ ہوئے ہر اس
زندگی بخش ہے آب جوئے ہر اس
بادہ حق سے پڑے سبوئے ہر اس
حسن ہی حسن ہے خلق و خوئے ہر اس
پھر رہی ہے لیے کو بہ کوئے ہر اس
تا بہ دہلی گئی مشکبوئے ہر اس
آج بھی مانتا ہے عدوئے ہر اس
پڑے خون شہیداں سے حجئے ہر اس
کس قدر خوبصورت ہے روئے ہر اس
اب ہی ہے فقط جستجوئے ہر اس
ہو سکے پھر کبھی اُوبروئے ہر اس
لے کے دکھلائے میدان میں گوئے ہر اس
چہچہا، لب لب خوش کلوئے ہر اس
مرحبا غازی سر خر دوئے ہر اس

دل کی گہرائیوں سے دعا ہے نفیس

تاقیامت رہے آبروئے ہر اس

نفسی الحسینی
حال وارد ہر اس

ادب و شوق
محبوبۃ المبارک

جہاں میں پرچم اسلام لہرانے کا وقت آیا

مُسلِمَانو! اُٹھو، باطل سے ٹکرانے کا وقت آیا
 سرِ میاں ترپنے اور ترپانے کا وقت آیا
 جہاد فی سبیل اللہ، رسول اللہ کی سنت ہے
 صحابہؓ کی جلی تاریخ دہرانے کا وقت آیا
 اُٹھو فاروقِ اعظم کے جواں، شہ زور فرزند
 بساطِ جنّت پر قوت سے چھا جانے کا وقت آیا
 خدا کے نیک بندو! اپنے مجروحوں سے نکل آؤ
 کمر باندھو، محاذِ جنّت پر جانے کا وقت آیا
 مسلح غازیو، شہیدو، دلیرو، تند طوفانو!
 عہد کے مورچوں پر آگ برسانے کا وقت آیا
 مجاہد! باندھ لے سر سے کفن اور سر بکف ہو جا
 شہادت کا مقدس مرتبہ پانے کا وقت آیا
 تمہیں یہ جنّت کا میدان ہے گویا کھیل کا میدان
 کہ توپوں کی گرج سے زلیلت بہلانے کا وقت آیا
 تمہارے بازوؤں میں جان ہے، ایمان کی طاقت ہے
 نہتے ہو کے بھی دشمن سے بھڑ جانے کا وقت آیا
 فرنگی شاطروں نے ظلمتیں بائی ہیں دُنیا میں
 خدا کی سرزمین میں نور پھیلانے کا وقت آیا
 نظامِ مصطفیٰ نافذ کر بیٹے، کر کے دم لیں گے
 نظامِ قیصر و کسریٰ کو ٹھکرانے کا وقت آیا
 نفیس اب "طالبان" کو نصرتِ باری مبارک ہو
 جہاں میں پرچم اسلام لہرانے کا وقت آیا

ارمغانِ گلبرہ

۳۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کو بے غارِ عمر گلبرہ بننے سے قبل آباد کے یہ سفر طرز کیا۔ جس سواہر شہر کے نکلے تو دھار
سے طبیعت برآئی۔ بے کلمہ نہ استاد کہ صورت اختیار کی۔

گلبرہ، ترے شام و سحر یاد رہیں گے نزدیک ہیں جو باکیف و اثر یاد رہیں
انرا، وہ تا حدِ نظر یاد رہیں گے آنسار وہ شبِ تار بہ سحر یاد رہیں
فیضانِ غم، وہ غنایاتِ یاد رہیں گے کیا لطف تے ہنٹام سفر یاد رہیں
جگ لیسے جان کے حسیں گھاٹوں سے ٹرے دلچے بانہ از دگر یاد رہیں
اے منزلِ پُر شوق تری رہ میں جو آئے وہ شہر، وہ قریے، وہ گھر یاد رہیں
ہے خاک تری سرسہ اربابِ بعیرت پتھر ہیں ترے لعل دگر یاد رہیں
اے خواہم کہ تیری دل دیا کہ پہ کھپور کد کو ترے اچھے ہوئے گھر یاد رہیں
اے جانِ وطن کہ سے میں گو دور رہوں گا نقشے ترے ہر آن گھر یاد رہیں
تریا پانے کا لاسور تیں وہ رہ کے تری یاد جلوے ترے با دیدہ تر یاد رہیں
اے شاہدِ عشاقِ دکن، شہرِ نگاراں کیا کہ کو بھی ہم خاک بہ سر یاد رہیں

بندے ہیں نہ بولیں گے نفیس اہلِ محبت

۳۰ دسمبر ۱۹۰۵ء

کہو اہلِ دل و اہلِ نظر یاد رہیں گے

عبد اللہ

عبد اللہ
اے حضرت ذوالسیدہ قمریہؓ، وہ نہ بڑے بڑے شریف المرنی ۸۲۵ء
نہ تکیہ الیٰ حضرت سیدہؓ، یہاں سے (میرا حضرت ذوالسیدہؓ) میں وہ خرد و خرد شریف المرنی ۸۵۲ء

دکن میں پھیلی ہوئی ہے شمیم گلبرگ
مرے چمن میں بھی آئی شمیم گلبرگ

نغمۃ الحسینی

الله الله طائف تفسیر
خواجہ ماکشف می داند

سال طبعش ز راه صد قفسیر

گفت: تفسیر ملقط ماند

۶۱۴۲۴

روزہ خواجہ لیسو دراز در حلقہ

اک عرضِ نیازِ عشق "بادِ صبا" کے سپرد کر رہا ہوں
گر قبولِ اُفتد زہے عز و شرف

میں ساتی، کوثر سے صبا عرض یہ کرنا
اک رندِ خرابات بہت یاد کرے ہے
اک عاشقِ بے نام سے مشتاقِ زیارت
دن رات ترے ہجر میں خریاد کرے ہے
دردِ لیشِ زبوں حال ہے، اے جانِ دو عالم
ٹوٹے ہوئے دل سے جو تجھے یاد کرے ہے

اے بادِ صبا راہِ تری دیکھ رہا ہوں
اب آگے سنا، جو بھی وہ ارشاد کرے ہے

نفیس

لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 مبارک ہو فیضانِ اصحابِ صفہ
 جلا پائے قرآن سے محرابِ صفہ

إِلٰهِی بِحَقِّ رُسُولِیْ جَازِی
 کُتَابِہِ رِیِّ تَا اَبَدِ بَابِ صِفِّہِ

۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

تَقْنِیسُ الْحُسَیْنِیِّ

ہم نہیں ہونے

خدا آباد رکھے یزم یاراں ! ہم نہیں ہونے

غزالاں ! ہم نہیں ہونے نقدراں ! ہم نہیں ہونے

ہمارے بعد یاراں طرقت کس کو دیکھئے

بہت ہو گا مجھم بادہ خواراں ہم نہیں ہونے

ظہور قہدی آخر زماں کا وقت آگیا

جہاں پر چھائے گا ابو لاراں ہم نہیں ہونے

زمین اپنے خزانے والی دیلی اس کے قہر میں

جب آئے گا وہ رشک تاجہ لڑاں ہم نہیں ہونے

علم لہر لہے حبیب
 میں کے اشد البر کی صداؤں میں،
 پھر جس کے زخم جوش شمسوریں، ہم نہیں ہونے
 رہے جا میں کے جیش
 ز دل حضرت عیسیٰ بھی ہو، لوگ دیکھیں گے
 عجب ہو گا شکوہ پاسداریں ہم نہیں ہونے
 جو اس دنیا میں امانت دے جانے ہی لایا
 نفیس اب حشر رکھ بھر ہاویں ہم نہیں ہونے

۲ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ
 نفیس الحسینی